صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 03 (July-September 2026)

شرح صحيح الأدب المفرد :مؤلّف،تالیف اور منہجِ تالیف

The Author, Compilation, and Methodological Framework of Sharh Sahih al-Adab al-Mufrad

Hafiza Kashaf Fatima
M phil. Scholar, Govt. College University, Faisalabad
Kashaf.202405883@gcuf.edu.pk

Dr. Yasir Arfat
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad. yasirawan@gcuf.edu.pk

Abstract:
It undertakes a critical and analytical study of the methodology and stylistic character of the commentary (sharaḥ) written on Imām al-Bukhārī's al-Adab al-Mufrad. It argues that, apart from sharah considered, these commentaries are not confined to the mere explication of hadith texts but constitute a body of scholarly and ethical capital in which the commentators have brought together fiqh al-ḥadīth (juristic understanding of hadith), points of rhetorical eloquence, and the practical dimensions of Prophetic morality.

The study further demonstrates that the commentators' methodology extended beyond the conventional criteria of ʿilm al-rijāl (the science of narrator criticism) for verifying chains of transmission and text; rather, they sought to draw out the ethical essence of each narration, its social application, and its inward spiritual dimension, thereby elevating these commentaries from purely pedagogical works to documents of civilizational and reformist significance.

An analysis of style reveals that these commentaries display a distinctive synthesis of rigorous scholarly investigation, fluency and eloquence of expression, and a gentle, formative tone—maintaining academic precision while retaining an appeal capable of moving the reader's heart. It is precisely this quality that has made the commentaries on al-Adab al-Mufrad equally valuable to general readers and specialists alike. The paper concludes that engagement with these commentaries is not merely an academic exercise but a means of illuminating the heart and vision through the moral character of the Prophetic Sīrah, a significance that remains constant across every age. For the modern scholarly world, moreover, these commentaries stand as evidence that within the Islamic intellectual tradition, chain of transmission and ethics, knowledge and practice, and text and spirit have never existed as separate, disconnected domains.

Keywords: al-Adab al-Mufrad, stylistic character, commentaries, Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Adab al-Mufrad

روزِ اوّل ہی سے خالقِ لم یزل نے نوعِ انسانی کی رہنمائی کے لیے " إِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى "[1] کا دل نواز اور ہمہ گیر پیغام ارشاد فرمایا۔ اس سلسلۂ ہدایت میں وحی، نبوت اور تعلیمِ الٰہی کو بنیادی اہمیت حاصل رہی، جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر اپنے نقطۂ کمال کو پہنچا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے امتِ مسلمہ کو قرآن و سنت کی صورت میں ایسا علمی سرمایہ عطا فرمایا جو ہر دور میں رشد و ہدایت کا سرچشمہ رہا۔ چنانچہ امت نے بھی " فليبلّغ الشاهد الغائب "[2] کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے علومِ نبوی کی تدوین، تشریح اور اشاعت کا غیر معمولی اہتمام کیا۔ اسی علمی روایت کی ایک اہم کڑی امام بخاریؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف الأدب المفرد ہے، جو اسلامی آداب، اخلاقی اقدار اور معاشرتی تعلیمات کا ایک جامع مجموعہ ہے۔ اس کتاب کی علمی اہمیت کے پیشِ نظر متعدد اہلِ علم نے اس کی شرح و توضیح کا فریضہ انجام دیا، جن میں شرح صحیح الأدب المفرد کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ شرح نہ صرف احادیث کے فہم میں معاون ہے بلکہ اس میں اختیار کردہ علمی و فنی مناہج بھی قابلِ توجہ ہیں۔ اسی تناظر میں اس مضمون میں درج ذیل عناوین کے تحت ابحاث کی گئی ہیں:

- تعارفِ مؤلف
- تعارفِ کتاب و خصوصیات
- مناہجِ شرح کا جائزہ
- تحلیل و تجزیہ

1۔ تعارفِ مؤلف

شیخ حسین بن عودہ العوایشہ عصرِ حاضر کے معروف اہلِ علم، محقق اور مصنف ہیں۔ آپ کا شمار اردن کے ممتاز علمی اور دعوتی حلقوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے علمِ حدیث سے خصوصی شغف ہے۔ نامور محدث اور عالمِ دین شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے براہِ راست علمی استفادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی علمی شخصیت اور تصنیفی خدمات میں محدثِ عصر شیخ البانی کے علمی منہج کے اثرات نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔[3] آپ کا تعلق اہلِ سنت سے ہے اور آپ کی علمی اور فکری وابستگی بھی اسی منہج کی نمائندگی کرتی ہے۔[4]

---

1 سورۃ طٰہٰ:123

2 بخاری ، أبی عبداللہ ، محمد بن اسمٰعیل ، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺوسننہ وایامہ، کتاب العلم ، باب فلیبلغ الشاہد الغائب۔۔۔ حدیث نمبر: 104

3 https://islam4universe.wordpress.com 15/08/2026/8:55pm

4 https://mosannefat.net/authors/5042 15/08/2026/9:51pm

شیخ حسین بن عودہ العوایشہ نے مختلف دینی علوم میں مہارت حاصل کی اور تدریس، تصنیف، تحقیق اور دعوت کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان کی علمی کاوشوں کا دائرہ حدیث، فقہ، سیرت، دعوت، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ معاشرہ جیسے متنوع موضوعات تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کی متعدد تصانیف عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی منتقل کی جاچکی ہیں، جو ان کی علمی خدمات کے وسیع دائرۂ اثر اور مختلف معاشروں میں ان کی علمی پذیرائی کا مظہر ہیں۔[5]

مصنفّاتِ شیخ

شیخ حسین بن عودہ العوایشہ کی علمی خدمات کا دائرہ متعدد موضوعات پر محیط ہے۔ ان کی تصانیف کو موضوعاتی اعتبار سے مختلف زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جن میں حدیث، فقہ، سیرت، دعوت، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ معاشرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:

1۔"شرح صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري "

یہ علمِ حدیث کے میدان میں آپ کی تالیف ہے۔اس کی تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

2۔" الموسوعة الفقهية الميسرة في فقه الكتاب والسنة المطهرة"

یہ فقہی موضوعات پر آپ کے فقہی ذوق کی عکاس ہے۔

تزکیہ واحسان کے موضوع پر درج ذیل ہیں:

3۔الإخلاص

4۔فقه الدعوة وتزكية النفس

5۔البكاء من خشية الله (سلسلة فقه الدّعوة وتزكية النّفس)،

6۔التواضع ومنزلته من الدّين

7۔حصائد الألسن

8۔التحذير من الشيطان وبيان مكايده والتحصن منه

یہ تصانیف سیرتِ نبوی اور سیرتِ صحابہ کے حوالے سے تحریر کی گئی ہیں:

9۔ مصيبة موت النبي وأثرها في حياة الأمة

5 https://islamhouse.com 16/08/2026/9:50pm

10۔ من مواقف الصحابة رضي الله عنهم

11۔كعب بن مالك وتخلفه عن غزوة تبوك

12۔ قصة سعد بن معاذ مع بني قريظة وقصة أعرابي صدق الله فصدقه

13۔مؤاخاة الرسول ﷺ بين عبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربيع

علاوہ ازیں تفسیر و متعلقہ موضوع پرسورة المطففين جیسی تصانیف بھی اہلِ علم میں معروف ہیں۔ آپ کی متعدد کتابوں کے انگریزی، ترکی، فارسی، کردی اور دیگر زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں، جو آپ کی علمی خدمات کے عالمی تعارف اور وسعتِ اثر کی نشاندہی کرتے ہیں۔[6]

2۔ تعارفِ کتاب و خصوصیات

شرح صحيح الأدب المفرد للبخاري، امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ کی معروف تصنیف الأدب المفرد کی شرح ہے، جسے معاصر محدث شیخ حسین بن عودہ العوایشہ نے مرتب کیا ہے۔ یہ شرح حدیثِ نبوی کے فہم و تدبر کے ساتھ ساتھ اخلاقی، تربیتی اور اصلاحی پہلوؤں کی توضیح کے اعتبار سے ایک اہم علمی اور تحقیقی کاوش کی حیثیت رکھتی ہے۔ مؤلف نے اس کی تالیف میں بالخصوص شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ کی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے، جس کے باعث اس شرح میں تحقیقِ حدیث اور تخریجِ روایات کا پہلو کچھ حد تک نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ شرح تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد 575 صفحات، دوسری جلد 580 صفحات اور تیسری جلد 516 صفحات پر محیط ہے۔ مؤلف نے کتاب کی ترتیب و تنظیم میں ایک منظم اسلوب اختیار کیا ہے۔ ہر جلد کے اختتام پر متعلقہ ابواب کی فہرست درج کی ہے، جب کہ آخری جلد میں موضوعات، احادیثِ مرفوعہ اور آثار کی جامع فہرست بھی شامل کی گئی ہے۔

یہ شرح پہلی مرتبہ 1423ھ/2003ء میں مكتبة الإسلامية، عمان اور دار ابن حزم، بيروت سے شائع ہوئی۔ بعد ازاں 1439ھ/2018ء میں دار إيلاف الدولية للنشر والتوزيع، كويت سے اسے مؤلف کی نظرِ ثانی اور بعض اضافوں کے ساتھ دوبارہ شائع کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مؤلف نے کتاب کی اشاعت کے بعد بھی اس کے متن پر نظرِ ثانی اور تنقیح کا سلسلہ جاری رکھا۔

6 https://www.goodreads.com/author/list/5135994 16/08/2026/9:10pm

مقصد و سببِ تالیف

شیخ حسین بن عودہ العوایشہ کے نزدیک الأدب المفرد کی سابقہ شروح میں اگرچہ شیخ فضل اللہ الجیلانی کی کاوش قابلِ قدر تھی، تاہم اس کا اختصار اس موضوع کے تمام علمی تقاضوں کو پورا نہیں کر سکا۔ اسی احساسِ ضرورت کے تحت مؤلف نے اس کتاب کی ایک ایسی شرح مرتب کرنے کا ارادہ کیا جس میں احادیث کی توضیح کے ساتھ علمی مسائل کی تحقیق بھی پیش کی جا سکے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے امت کے ائمہ کے اقوال سے استفادہ کیا اور بالخصوص شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیقات کو بھی اپنی شرح کا حصہ بنایا ہے۔[7] صاحبِ شرح کے نزدیک "الأدب المفرد" جیسی عظیم کتاب ایسی شرح کی متقاضی تھی جو اس کے مضامین کو آسان اور واضح انداز میں پیش کرے اور مسلمانوں کو نیک اعمال کی طرف رغبت دلائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عظیم اجر اور بہترین جزا کے حصول کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہیں[8]۔ اسی مقصد کے تحت انہوں نے اس کتاب کی شرح تصنیف کرنے کا ارادہ کیا۔

نمایاں خصوصیاتِ شرح

- اس شرح کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ مؤلف نے الأدب المفرد کی 1322 احادیث میں سے صرف 993 صحیح احادیث کو شرح کے لیے منتخب کیا ہے۔
- شارح نے روایات کو عموماً مکمل سند کے بجائے صحابیِ راوی سے نقل کر کے اختصار اور سہولت کے اسلوب کو اختیار کیا ہے۔
- مؤلف نے متنِ حدیث کی تشریح میں جزء بہ جزء منہج اپناتے ہوئے احادیث کے مختلف اجزا کی وضاحت کا اہتمام کیا ہے۔
- حدیث کی تحقیق، تصحیح وتضعیف اور دیگر علمی مباحث میں شارح نے شیخ امام محمد ناصر الدین البانیؒ کی آراء سے نمایاں استفادہ کیا ہے۔
- اس شرح میں اصلاحی، تربیتی اور اخلاقی پہلوؤں کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے، جس سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔
- یہ شرح مختلف علمی اور تحقیقی مناہج کی حامل ہے، جس میں متعدد علمی، فنی اور تحقیقی مباحث نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

---

7 حسین بن عودہ العوایشہ ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری، ج1،ص:6

8 ایضاً

3۔ مناہجِ شرح کا جائزہ

تحقیقی مناہج اگرچہ اپنی الگ تعریف اور مستقل حیثیت رکھتے ہیں، تاہم عملی تحقیق کے دوران یہ ایک دوسرے سے اس قدر مربوط ہو جاتے ہیں کہ ان کے درمیان واضح حدِ امتیاز قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کوئی بھی محقق محض ایک ہی منہج کی بنیاد پر اپنے تحقیقی کام کو مکمل نہیں کر سکتا، بلکہ مختلف مناہج کو یکجا کر کے اپنے تحقیقی منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے[9]۔ زیرِ مطالعہ شرح بھی اسی اصول کی عکاس ہے، جس میں شارح نے شرحِ حدیث کے مختلف علمی اور تحقیقی مناہج کو نہایت متوازن اور مربوط انداز میں اختیار کیا ہے یہی تنوع اس شرح کی علمی و تحقیقی قدر و منزلت کو نمایاں کرتا ہے۔ ذیل میں ان نمایاں مناہج کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے:

i. منہجِ استدلال:

استدلال کا مطلب دلیل طلب کرنا ہے اور اس قسم کے منہج میں کسی دعوے پر دلائل طلب کیے جاتے ہیں، اسی لیے اسے مباحثی طریقہ بھی کہا جاتا ہے[10]۔ زیرِ مطالعہ شرح کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ شرح نے تشریحِ حدیث میں متعدّد پہلوؤں سے اس منہج کو نمایاں حیثیت دی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

قرآن وحدیث سے استدلال

قرآن کریم چونکہ حدیث فہمی کا اصل سرچشمہ و بنیاد ہے، تاہم صاحبِ شرح احادیث کی تشریح میں قرآنی استدلال کو باقاعدہ ایک مرکزی منہج کے طور پر اختیار کرتے ہیں اور اکثر مواقع پر اسی کے ذریعے حدیث کے معانی و مفہوم کو مزید واضح اور منکشف کیا گیا ہے مثال کے طور پر حدیثِ مبارکہ کے جزء" ليس لنا مثل السوء"[11] کے تحت وہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان کے لیے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ کسی ایسی مذموم اور گھٹیا صفت کو اختیار کریں جس کے باعث وہ ادنیٰ ترین جانوروں سے ان کی بدترین حالتوں میں ان کے مشابے ہو جائیں۔ اس تشریح کے ذریعے انہوں نے اخلاقی قباحت کو واضح کیا اور یہ بتلایا کہ مؤمن کی

---

9 باقر خان خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد، اسلامی اصولِ تحقیق، لاہور، آر-آر پرنٹرز-لاہور، طبع دوم: مئی 2015ء، ص:182-183

10 NAEEM, M., & ZUBAIR, M. (2013). Islamic Research Methodologies. VFAST Transactions on Islamic Research, 1(1), 26–39. Retrieved from https://vfast.org/journals/index.php/VTIR/article/view/178

11 بخاری ،محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفر ، ، قاہرہ، دار الاتباع للنشر والتوزیع، 1439ھ،ص:123

شان ایسی نہیں کہ وہ ایسے رذائل میں مبتلا ہو[12]۔ پھر اپنے بیان کردہ اس مفہوم کی تائید اور تقویت کے لیے وہ قرآنِ کریم سے استدلال کرتے ہوئے یہ آیت پیش کرتے ہیں:

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَى [13]

اسی طرح احادیثِ نبویہ چونکہ اپنی ذات میں ہدایت و تشریع کا ایک مستقل اور مستند مرجع و اساس ہیں تاہم صاحبِ شرح کے منہجِ بیان میں یہ بات نمایاں ہے کہ وہ ایک حدیث کے مفہوم کو دوسری احادیث کے ذریعے نہایت بصیرت افروز انداز میں پیش کرتے ہیں جیسا کہ حدیثِ مبارکہ کے جزء" ولم يعودو مريضًا "[14]کی تشریح کے ضمن میں شارح نے اپنے موقف کی تائید کو نہایت مضبوط انداز میں مختلف احادیثِ نبویہ سے مؤید کیا ہے۔ کہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ نے صبح کیسے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس حال میں صبح کرتا ہوں کہ ان لوگوں سے بہتر ہوں جو نہ جنازے میں شریک ہوتے ہیں اور نہ مریض کی عیادت کرتے ہیں، تو اس سے شارح نے یہ نکتہ اخذ کیا کہ اگر اس وقت وہ کام نہ ہو سکا تو یہ کمی نہیں ہاں البتہ اس سے اس طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ نیکیوں میں جلدی کرنی چاہئیے[15] لہٰذا شارح نے اپنے اس موقف کی مزید تائید کے لئے متعدد احادیث پیش کیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث (جسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے) جس میں ایک عورت کے رات کو وفات پا جانے اور بغیر اطلاع کے دفن کیے جانے کا ذکر ہے[16]، اسی طرح ایک اور روایت (جس کو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے) میں یہ الفاظ منقول ہیں کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک مجھے اس کی خبر نہ دی جائے[17]۔ اس سے ان کے منہج کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس طرح احادیث و آثار کو تائید و تشریح میں نقل کرتے ہیں۔

آثار سے استدلال

صاحبِ شرح نے آثارِ سلف کو بنیادی حیثیت دیتے ہوئے مختلف مقامات پر صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال سے استشہاد کیا ہے مثال کے طور پر حدیثِ مبارکہ کے ایک جزء "ليخالطنا"[18] کے تحت شارح نے نبی کریم ﷺ کے معاشرتی طرزِ عمل کی توضیح

12 حسین بن عوده العوایشہ ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری،ج2، ص: 5

13 سورۃ النحل:60

14 بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:325

15 حسین بن عوده العوایشہ ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری،ج3، ص: 244

16 بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، كتاب الجنائز، رقم الحديث:4586

17 نسائی ، احمد بن شعیب ، سنن نسائی ،كتاب الجنائز،باب: الصّلاة على القبر،رقم الحديث:2024

18 بخاری ،محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:83

کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ نہایت گہرے انداز میں میل جول رکھتے، ان سے گفتگو فرماتے، ان کے ساتھ بیٹھتے، اور ان کے ساتھ مزاح بھی فرماتے تھے۔ اس مفہوم کی تائید میں انہوں نے سب سے پہلے امام ابن حجرؒ کی فتح الباری سے یہ وضاحت نقل کی کہ لوگوں سے زیادہ میل جول رکھنے کی ممانعت صرف اس شخص کے لیے ہے جسے فتنہ یا دینی نقصان کا اندیشہ ہو، اس کے بعد انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کیا جس میں آپ فرماتے ہیں:

خالط النّاس ،ودینک لا تکلمنّہ : من الکلم وھو الجرح [19]

کہ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھو، اس شرط کے ساتھ کہ تمہارے دین کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

اقوالِ علماء سے استدلال

اقوالِ علماء اسلامی علوم کی شرح و استنباط میں ایک مضبوط علمی سہارا فراہم کرتے ہیں جن کے ذریعے نصوصِ شرعیہ کے مفاہیم کو مزید وضاحت اور وسعت حاصل ہوتی ہے۔ صاحبِ شرح کے منہجِ بیان میں یہ بات نمایاں ہے کہ وہ مختلف مقامات پر بیشتر محدّثین ، آئمہ فقہ اور علماء کے اقوال کو نہایت مربوط انداز میں پیش کرتے ہیں، تاکہ حدیث کے مفہوم کی تعیین میں مزید استحکام پیدا ہو۔ مثال کے طور پر حدیث مبارکہ کے ایک جزء "غمر "[20] کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد چکنائی، میل اور گوشت کی بو وغیرہ ہے جو ہاتھ پر باقی رہ جاتی ہے۔ پھر اسی مفہوم کی تقویت کے لیے امام شوکانی کا قول ذکر کیا کہ اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ محض پانی سے ہاتھ دھولینے سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔ پھر ابن رسلان کا قول نقل کیا کہ افضل یہ ہے کہ ہاتھ کو اُشنان یا صابن وغیرہ سے دھویا جائے اور اسی طرح کی دیگر اشیاء بھی استعمال کی جائیں[21]۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شارح نے پہلے الفاظِ حدیث کی تشریح کی، پھر اس کی تائید میں علماء کے اقوال پیش کیے اور یوں اپنے بیان کردہ مفہوم کو مضبوط اور مؤکد انداز میں واضح کیا۔

اشعار سے استدلال

شارح نے بعض مقامات پر اپنے مؤقف کی تائید اور مفہوم کی وضاحت کے لئے اشعار عرب سے بھی استدلال کیا ہے مثال کے طور پر صاحبِ شرح نے حدیثِ مبارکہ کے ایک جزء کی تشریح میں " خفض الجناح"[22] کی تعبیر کو واضح کرتے ہوئے

19 حسین بن عودہ العوایشہ ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری، ج1،ص :331

20 بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:83

21 حسین بن عودہ العوایشہ ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری، ج3،ص :321

22 بخاری ،محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:9

مفسّرین کے اقوال، عربی زبان کے اسالیب، اور بلاغی مباحث کو بیان کیا ہے۔ تاہم اسی ضمن میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ عربوں کے ہاں خفض الجناح عاجزی اور نرمی کے معنٰی میں معروف ہے جس کے استدلال کے طور پر یہ شعر پیش کیا:

و أنت الشهير بخفض الجناح فلا تک فی رفعة أجدلا[23]

کہ تمہیں عاجز اور نرم رہنا چاہیے، نہ کہ تکبر اور غرور میں بلند اڑنے والا بن جانا چاہیے۔

متنوّع علمی مصادر سے استدلال

شارح نے حدیث کی تشریح میں صرف اپنے موقف پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مجموعی طور پر مختلف علمی مصادر کو تشریحِ حدیث میں بنیادی حیثیت دیتے ہوئے مفہوم کو مزید واضح اور مدلل انداز میں پیش کیا ہے مثال کے طور پر حدیثِ مبارکہ کے ایک جزء " و هو يعلم"[24] کی توضیح میں شارح نے شروحِ حدیث، بالخصوص عمدۃ القاری اور إرشاد الساری سے رجوع کرکے اس کے نحوی و معنوی پہلو کو واضح کیا[25]۔ جب کہ "فقد کفر "[26] کی تشریح میں مجموع الفتاویٰ اور امام طحاوی کی مشکل الآثار سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے اعتقادی مفہوم کو بیان کیا[27]۔ اس طرزِ عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر جزئی لفظ کی مناسبت سے متعلقہ فن کی معتبر کتب سے رہنمائی لیتے ہیں اور اس کے ذریعے مفہوم کو زیادہ جامع اور مضبوط انداز میں پیش کرتے ہیں۔

ii. منہج تجزیاتی:

تجزیاتی تحقیق سے مراد ایسی تحقیق ہے جس میں خاص نمونوں کو معین زاویوں سے پرکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی زبان کے خصائص پر تحقیق کے لیے لغوی نمونوں کا مطالعہ کرکے ان کے خصائص کو واضح کیا جاتا ہے[28]۔ مذکورہ تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ منہج تجزیاتی میں کسی متن یا نمونے کا مختلف جہات سے جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ اس کے نمایاں خصائص اور علمی پہلوؤں کو واضح کیا جاسکے۔ زیرِ مطالعہ شرح میں بھی شارح نے احادیث کے الفاظ اور ان سے متعلق علمی مباحث کو درج ذیل مختلف زاویوں سے پرکھتے ہوئے ان کی وضاحت کی ہے:

---

23 حسین بن عوده العوايشه ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری، ج1، ص:22

24 بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:127

25 حسین بن عوده العوايشه ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری، ج2 ، ص:28

26 بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:127

27 حسین بن عوده العوايشه ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری، ج2 ، ص:28

28 پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک، تحقیق و تدوین کا طریقۂ کار، لاہور، آزاد بک ڈپو، طبع اوّل:2012ء، ص:44

لغوی ومعنوی تحقیق

شارح حدیث کے الفاظ کی توضیح میں لغوی ومعنوی پہلوؤں کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں، جس کے ذریعے وہ کلمات کے اصل مفاہیم اور ان کے دائرۂ استعمال کو واضح اور متعین کرتے ہیں۔مثال کے طور پر الادب المفرد کی حدیث نمبر (1200) میں وارد اہم الفاظ کی لغوی اور معنوی تحقیق کرتے ہوئے شارح نے ان کے معانی کو واضح کیا ہے۔اس حدیث کے جزء "العافية"[29] کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد ہر قسم کی تکلیف، مصیبت اور آفت سے سلامتی ہے، اور "العفو"[30] گناہوں سے درگزر اور معافی کے معنی میں ہے۔اور "عوراتي"[31] سے انسان کے عیوب، کمزوریاں اور کوتاہیاں مراد ہیں، جبکہ "عورة" اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ظاہر ہونے سے حیا آتی ہے۔ "روع"[32] خوف اور گھبراہٹ کے معنی میں مستعمل ہے۔ مزید برآں "أغتال" کا معنی ہلاک کرنا بیان کیا، نیز "غول"[33] کے بارے میں لسان العرب کے حوالے سے نقل کیا کہ امام راغب اصفہانی کے نزدیک اس سے مراد کسی چیز کو اس طرح ہلاک کرنا ہے کہ انسان کو اس کا احساس تک نہ ہو۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے الفاظِ حدیث کی توضیح میں سہولتِ فہم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک طرف معروف ومستعمل معانی کو اختیار کیا، اور دوسری طرف لغت کو بنیاد بنا کر الفاظ کے مفاہیم کو مزید مدلل اور واضح کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔

صرفی ونحوی تحقیق

شارح حدیث کے الفاظ کی توضیح میں صرفی و نحوی مباحث کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں، جن کے ذریعے وہ کلمات کی ساخت، ترکیب اور معنوی اثرات کو واضح انداز میں بیان کرتے ہیں۔مثال کے طور پر شارح نے ترجمۃ الباب کے جزء "الطعان"[34] کی صرفی تحقیق کرتے ہوئے اسے صیغۂ مبالغہ قرار دیا ہے، جو "طعن" سے ماخوذ ہے۔اس کے بعد انہوں نے اسی باب کی حدیث نمبر (309) کے جزء "قط"[35] کی نحوی حیثیت واضح کرتے ہوئے کہا کہ جب یہ نفی کے بعد آئے تو یہ ماضی کے لئے ظرفِ زماں ہوتا

---

29 حسین بن عوده العوایشہ ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری،ج3، ص:303

30حسین بن عوده العوایشہ ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری،ج3، ص:303

31ایضاً

32ایضاً

33 ایضاً ،ص:304

34 بخاری ، ابو عبداللہ ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:94 ،رقم الباب:145

35 حسین بن عوده العوایشہ ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری،ج1 ، ص :398

ہے۔ پھر انہوں نے لفظ "لیس"[36] کے استعمال پر نحوی بحث پیش کرتے ہوئے اس کے بعض مواقع پر حرفِ استثناء کے معنی دینے کی طرف اشارہ کیا ہے، جو نحوی اصول میں ایک معروف بحث ہے مزید بر آں "إلا اور لیس"[37] کے درمیان معنوی نیابت کو مثالوں کے ذریعے واضح کرتے ہوئے انہوں نے بطورِ مثال ذکر کی گئی حدیث "ما أنهر الدمٍ ۔۔ "[38] کے ضمن میں صرفی تجزیہ کرتے ہوئے لفظ "أنهر" کو بابِ افعال سے قرار دیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شارح نے حدیث کے الفاظ کی تشریح میں صرفی اشتقاق اور نحوی ترکیب کو یکجا کر کے ایک جامع تحلیل پیش کی ہے، جس کا حدیث فہمی کے ساتھ ساتھ عربی گرائمر کے مباحث سے بنیادی تعلق ہے۔

مشکل وغریب الحدیث

شارح نے احادیث کی تشریح میں مشکل و غریب الحدیث سے متعلق مباحث کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ چنانچہ بعض مقامات پر انہوں نے روایات کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے مشکل الحدیث سے متعلق مباحث سے استفادہ کیا، جبکہ بعض احادیث میں وارد غیر مانوس الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے غریب الحدیث کے اصولوں کو بروئے کار لایا ہے۔ مشکل الحدیث کے حوالے سے حدیثِ مبارکہ کے جزء " وجلسنا في مكاننا ننتظر حتى يخرج، فقال بعضنا لبعض: أيكم يسأله؟ قال طارق: أنا أسأله، فسأله"[39] کی تشریح کرتے ہوئے شارح نے مشکل الآثار سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھا:

> فسأله طارق فقال: سلم الرجل عليك فرددت عليه وقلت: صدق الله وبلغ رسوله [40]
>
> طارق نے ان سے پوچھا: ایک شخص نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے اس کا پیغام پہنچا دیا۔

اسی طرح غریب الحدیث کے ضمن میں حدیثِ مبارکہ میں وارد لفظ "الشِّسْع"[41] کی تشریح کرتے ہوئے شارح نے النهاية کے حوالے سے یہ عبارت نقل کی:

---

36 ایضاً

37 ایضاً

38 ایضاً

39 بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:301

40 حسین بن عوده العوایشہ ، شرح صحیح الادب المفرد، ج3،ص: 173

الشسع: أحد سيور النعل، وهو الذي يدخل في الإصبعين، ويدخل طرفه في الثقب الذي في صدر النعل المشدود في الزمام، والزمام السير الذي يعقد فيه الشسع [42]

شِسع جوتے کے تسموں میں سے ایک تسمہ ہے جو پاؤں کی دو انگلیوں کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اس کا ایک سرا جوتے کے اگلے حصے میں موجود سوراخ میں داخل کیا جاتا ہے اور اسے زمام کے ساتھ باندھا جاتا ہے، جبکہ زمام اس تسمے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ شسع کو باندھا جاتا ہے۔

اختلافِ الفاظِ حدیث

شارح نے احادیث کی تشریح کے دوران اختلافِ الفاظِ حدیث کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث کے مختلف اجزاء کی توضیح کرتے ہوئے یہ نشاندہی کرتے ہیں کہ بعض دیگر مصادرِ حدیث میں یہی روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی ہے۔ اس سے نہ صرف روایت کے مختلف طرق کی معرفت حاصل ہوتی ہے بلکہ الفاظ کے تنوع کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ مثال کے طور پر الأدب المفرد کی حدیث نمبر (456) کی تشریح کرتے ہوئے حدیث کے الفاظ "مر النّبیّ ﷺ و أنا أصلح خصًّا لنا" کے تحت یہ وضاحت کرتے ہیں کہ سنن ابی داؤد میں یہی روایت ان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے:

مرَّ بي رسولُ الله ﷺ وأنا أُطَيِّنُ حائطًا لي أنا وأمي.[43]

رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، جبکہ میں اپنے اور اپنی والدہ کے لیے ایک دیوار پر مٹی چڑھا رہا تھا۔

iii. منہجِ ترابطی:

ترابطی تحقیق سے مراد ایسی تحقیق ہے جس میں دو اشیا کے درمیان پائے جانے والے ربط و تعلق کی نوعیت کا جائزہ لیا جاتا ہے[44]۔ زیر مطالعہ شرح میں اس منہج کا اطلاق اس انداز سے نمایاں ہوتا ہے کہ شارح نے ترجمة الباب اور حدیثِ باب کے درمیان مناسبت کو خاص اہمیت دیتے ہوئے ان کے باہمی تعلق کی توضیح کی ہے۔ اس ضمن میں وہ مختلف مقامات پر حدیث کے مفہوم اور باب

---

41 بخاری ،محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:284

42 حسين بن عوده العوايشه ، شرح صحيح الادب المفرد، ج3 ،ص:89

43 حسين بن عوده العوايشه ، شرح صحيح الادب المفرد، ج 2،ص: 62

44 پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک، تحقیق و تدوین کا طریقۂ کار، لاہور، آزاد بک ڈپو، طبع اوّل:2012ء، ص:43

کے مقصود کے درمیان موجود ربط کو واضح کرتے ہیں اور دونوں کے درمیان پائی جانے والی مناسبت کی متعدد جہات کو نمایاں کرتے ہیں:

مناسبت کا عمومی منہج

صاحبِ شرح کے منہج شرح میں بیانِ مناسبت کو ایک نمایاں علمی حیثیت حاصل ہے۔ وہ مختلف مقامات پر ترجمۃ الباب اور حدیثِ باب کے درمیان پائے جانے والے ربط و تعلق کو واضح کرتے ہوئے ان کے ظاہری اور معنوی ارتباط کو نمایاں کرتے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے لفظی اور معنوی، دونوں نوعیت کی مناسبت کو بیان کیا ہے۔ تاہم ان کے ہاں معنوی مناسبت کا پہلو زیادہ نمایاں ہے، کیونکہ اکثر مقامات پر وہ حدیث کے مفہوم، باب کے مقصد اور دونوں کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہوئے مناسبت کی توجیہ پیش کرتے ہیں، جبکہ لفظی مناسبت چند مخصوص مقامات تک محدود دکھائی دیتی ہے۔ معنوی مناسبت کی ایک نمایاں مثال "باب من الشعر حكمة" کے تحت مذکور حدیث اور ترجمۃ الباب کے درمیان مناسبت کو واضح کرتے ہوئے صاحبِ شرح لکھتے ہیں:

> وعلاقة الحديث بالباب من جهة أن بعض الشعر حكمة، فإذا غلب على الإنسان حتى صده عن ذكر الله والقرآن والعلم خرج عن هذا [45]
>
> حدیث اور باب کے درمیان تعلق اس اعتبار سے ہے کہ بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں، لیکن جب شعر انسان پر اس قدر غالب آجائے کہ وہ اسے اللہ کے ذکر، قرآنِ مجید اور علم سے غافل کردے، تو وہ اس وصفِ حکمت سے خارج ہو جاتا ہے۔

اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ شارح حدیث کے مفہوم کو باب کے مقصود کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے معنوی مناسبت کو نمایاں کرتے ہیں اور اسی کے ذریعے مصنف کے مقصود کی تعیین کی کوشش کرتے ہیں۔ مزید برآں، صاحبِ شرح بعض مقامات پر کتاب اور ترجمۃ الباب کے درمیان مناسبت کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ یہ واضح کرتے ہیں کہ مصنف نے کسی خاص باب کو کتاب الأدب المفرد کے تحت کیوں ذکر کیا ہے اور اس کا کتاب کے عمومی موضوع سے کیا تعلق ہے؟ (بطورِ مثال الادب المفرد کے باب نمبر 127 کی تفصیل شرح ھٰذا سے ملاحظہ ہو)۔ اس طرح وہ تراجمِ ابواب کو محض عنوانات کے طور پر نہیں دیکھتے، بلکہ انہیں کتاب کے علمی اور تربیتی نظام کا ایک منظم حصہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ بیانِ مناسبت ان کے منہج شرح کا ایک مستقل اور نمایاں وصف بن کر سامنے آتا ہے۔

---

45 حسین بن عودہ العوایشہ ، شرح صحیح الادب المفرد، ج2،ص:537

iv. منہجِ استنباطی:

اس سے مراد ایسا تحقیقی طریقہ ہے جس میں معلوم اصول و قواعد کو بنیاد بنا کر ان کے ممکنہ اطلاقات اور مثالوں کو تلاش کیا جاتا ہے[46]۔ مراد یہ کہ اس کے زریعے نصوص سے ایسے معانی، نتائج اور مسائل اخذ کیے جاتے ہیں جو ان کے مفہوم کو مزید واضح کرنے میں معاون ہوں۔ زیرِ مطالعہ شرح میں اس منہج کا اطلاق اس انداز سے نمایاں ہوتا ہے کہ شارح احادیثِ نبویہ کی تشریح کے دوران ان کے معانی اور مضامین سے مختلف علمی اور عملی نتائج اخذ کرتے ہیں اور ان کی روشنی میں متعدد مسائل کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس طرح حدیث کے متن سے حاصل ہونے والے نتائج اور مستنبط معانی کو منظم انداز میں پیش کرنا ان کے استنباطی منہج کی ایک نمایاں خصوصیت ہے:

نتائجِ حدیث کا استنباط

شارح احادیث کی تشریح کو صرف ظاہری توضیح تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اکثر و بیشتر ان سے عملی نتائج اور مقاصد بھی اخذ کرتے ہیں مثال کے طور پر الادب المفرد کی ایک حدیث کی تشریح و توضیح کرنے کے بعد شارح نے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھا:

> أراد به تنبيه المؤمن على عدم عوده لمحل حصول مضرة سبقت له فيه.وكما أن هذا مطلوب في أمر الدنيا فكذا في أمور الآخرة، فالمؤمن إذا أذنب ينبغي أن يتألم قلبه كاللديغ، ويضطرب ولا يعود"[47]
>
> اس سے مقصود مؤمن کو اس بات کی طرف متنبہ کرنا ہے کہ وہ دوبارہ اس جگہ کی طرف نہ لوٹے جہاں اسے پہلے کسی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ اور جس طرح دنیا کے معاملے میں یہ مطلوب ہے، اسی طرح آخرت کے معاملات میں بھی یہی مطلوب ہے۔ لہٰذا جب مؤمن سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو چاہیے کہ اس کا دل ڈسے ہوئے شخص کی طرح درد محسوس کرے، وہ مضطرب ہو جائے اور دوبارہ اس (گناہ) کی طرف نہ لوٹے۔"

فقہی احکام و مسائل کا بیان

شارح نے احادیث کی تشریح کے ضمن میں اخذ ہونے والے فقہی مسائل کو بھی بیان کیا ہے جیسا کہ ایک روایت کے جزء

46 NAEEM, M., & ZUBAIR, M. (2013). Islamic Research Methodologies. VFAST Transactions on Islamic Research, 1(1), 26–39. Retrieved from https://vfast.org/journals/index.php/VTIR/article/view/178

47 حسين بن عوده العوايشه ، شرح صحيح الأدب المفرد للبخاری،ج3، ص: 359

" وکان الرّجل إذا اسلم أمر بالختتان وإن کان کبیرا "[48] کے ضمن میں شارح نے ختنہ کے شرعی حکم کو واضح کرتے ہوئے اسے واجب قرار دیا ہے، اور یہی جمہور فقہاء جیسے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا مذہب ہے۔ نیز شارح کا کہنا ہے کہ ابنِ قیّم کا مؤقّف بھی اسی کے مطابق ہے جس پر انہوں نے پندرہ دلائل ذکر کئے ہیں جن میں سے دو کو شارح نے یہاں ذکر کیا ہے ایک قرآنی دلیل جو دینِ ابراہیمی کی اتباع سے متعلق ہے، اور دوسری ختنہ کو اسلامی شعار اور غیر مسلموں سے امتیاز کی علامت قرار دینے پر مبنی ہے۔[49] اس سے واضح ہوتا ہے کہ شارح نے حدیث سے فقہی مسئلہ اخذ کرکے دلائل کی بنیاد پر اس کے حکم کو ثابت کیا ہے جس سے ان کی علمی بصیرت اور استنباطی مہارت ظاہر ہوتی ہے۔

v. منہجِ دعوتی وتربیتی:

منہجِ دعوتی وتربیتی سے مراد ایسا طریقۂ کار ہے جس کے ذریعے افراد کی تعلیم وتربیت، فکری رہنمائی اور عملی اصلاح کو منظم انداز میں انجام دیا جاتا ہے۔ اس منہج کی بنیاد قرآن و سنت سے ماخوذ تعلیمات پر ہوتی ہے، جن کے ذریعے انسانی کردار کی تعمیر، اخلاقی اقدار کے فروغ اور اصلاحِ نفس کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کیا جاتا ہے[50]۔ زیرِ مطالعہ شرح میں اس منہج کا اطلاق اس صورت میں نمایاں ہوتا ہے کہ شارح احادیثِ نبویہ کی تشریح کو محض الفاظ اور معانی کی توضیح تک محدود نہیں رکھتے، بلکہ ان سے اخذ ہونے والے اخلاقی، تربیتی اور اصلاحی مضامین کو بھی واضح کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

اخلاقی وتربیتی پہلو

شارح نے احادیثِ نبویہ کی تشریح میں متعدد مواقع پر عملی تربیت، دینی رہنمائی اور اصلاحِ عمل کے پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے اور روایات سے اخذ ہونے والے آداب و ہدایات کو مؤثر انداز میں واضح کیا ہے مثال کے طور پر الادب المفرد کی حدیث نمبر (1088) کی تشریح میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ایک واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب انہیں ایک گھر میں داخل ہونے کے لیے "ادخل بسلام" کہا گیا تو انہوں نے داخل ہونے سے اجتناب کیا۔ تو شارح نے اس واقعے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ کے اس انکار کی غالباً وجہ کوئی دینی مصلحت تھی، کیونکہ ان جیسے جلیل القدر صحابی سے یہ بات بعید ہے کہ وہ سلام کے حکم سے ناواقف ہوں۔ لہٰذا قرینِ قیاس یہ ہے کہ انہوں نے پہلے ہی سلام ادا کرلیا تھا، اور دوبارہ اسی شرط کے ساتھ داخل

---

48 بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، ص:362

49 حسین بن عوده العوایشه ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری،ج3، ص :345

50 محمد عامر یونس، منہج اور منہج سلف کا تعارف، https://share.google/cLNBV2ZEqW5Coh6xD، 12:30am/8/16/2026:

ہونے کا کوئی خاص مفہوم باقی نہیں رہتا، اس لیے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ مزید شارح نے اس توجیہ کی تائید میں ایک اور روایت بھی نقل کی ہے[51]۔ لہٰذا اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ شارح نے اپنی شرح میں اخلاقی و تربیتی پہلو کو بنیاد بناتے ہوئے اس روایت کی تشریح کے ضمن میں اس واقعے کے ذریعے آدابِ استئذان، دینی احتیاط اور عملی وضاحت کے اصول کو بیان کیا ہے۔

دعوت و اصلاحِ نفس کا پہلو

صاحبِ شرح نے روحانیت اور اصلاحِ نفس کے پہلوؤں کو بھی مدّ نظر رکھا ہے مثال کے طور پر: حدیث کے جزء "خیر من الّذی لا یخالط النّاس ، ولا یصبر علی آذانھم"[52] کی تشریح یہ کی کہ مؤمن کے لیے اصل کمال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ رہ کر ان کی اذیتوں پر صبر کرے اور اس صبر کو اپنے نفس کی اصلاح اور تزکیہ کا ذریعہ بنائے۔ اسی طرح جب اسے لوگوں کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اسے اپنے گناہوں کی طرف توجہ دلانے والی چیز سمجھے اور اللہ سے استغفار کرے، جس سے دل کی صفائی اور روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ مزید بر آں علماء کے اقوال سے بھی یہی بات واضح کی گئی ہے کہ لوگوں کے ساتھ میل جول اگر شریعت کے مطابق ہو تو وہ عبادت کے درجے میں ہے، جبکہ اصل مقصد اللہ کی یاد اور سنت پر عمل ہے، اور اگر یہ میل جول انسان کو غفلت میں ڈال دے تو وہ نقصان کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح بعض علماء نے تنہائی اور اختلاط دونوں کے درمیان توازن کو ضروری قرار دیا ہے کہ اصل معیار دل کی حالت اور اللہ کے ساتھ تعلق ہے[53]۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث میں روحانی طور پر نفس کی تربیت، دل کی اصلاح اور اللہ سے تعلق کو مضبوط رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔

روحانیت پر مبنی پہلو

زیرِ مطالعہ شرح میں احادیثِ نبویہ کی تشریح کے دوران روحانی اور تصوفی مباحث کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں شارح نے بعض مقامات پر قناعت، غنائے نفس اور رضا جیسے اوصاف کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے اخلاقی اور روحانی اثرات کو بیان کیا ہے۔ اس کی ایک نمایاں مثال الأدب المفرد کے باب سخاوۃ النفس کی تشریح ہے، جہاں مؤلفِ شرح لکھتے ہیں:

ثم غنى النفس إنَّما ينشأ عن الرضا بقضاء الله تعالى، والتسليم لأمره، علماً بأن الذي عند الله خير وأبقى[54]

51 حسین بن عودہ العوایشہ ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری،ج3 ،ص: 206

52 حسین بن عودہ العوایشہ ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری،ج1 ،ص: 505

53 ایضاً،ج3 ،ص: 206

54 ایضاً ، ص: 348

غنائے نفس درحقیقت اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر رضا اور اس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے سے پیدا ہوتا ہے، اس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے، وہی بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اسی طرح شارح نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ حقیقی غنا مال و دولت کی کثرت میں نہیں، بلکہ دل کے استغنا، قناعت اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد میں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے احادیث کی تشریح میں روحانی اور صوفی تصورات کو بھی ملحوظ رکھا ہے، جس کے ذریعے نفس کی اصلاح اور باطنی تربیت کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہے۔

vi. منہجِ توثیقی:

منہجِ توثیقی سے مراد ایسا تحقیقی منہج ہے جس کے ذریعے منقول اقوال اور روایات کی صحت و عدمِ صحت کا جائزہ لیا جاتا ہے اور ان کی تصدیق یا تردید کے لیے علمی اصولوں سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ اسلامی علوم میں اس منہج کا سب سے نمایاں مظہر علمِ حدیث ہے، جہاں محدثین نے روایات کے نقد و تحقیق کے لیے متعدد علوم وضع کیے[55]۔ زیرِ مطالعہ شرح میں بھی اس منہج کے آثار نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں، جہاں شارح نے احادیث کی تخریج اور ان کے حکم کے تعین کے ذریعے روایات کی تحقیق اور توثیق کا اہتمام کیا ہے:

تخریج حدیث

تخریجِ حدیث، حدیثی علوم کا ایک اہم پہلو ہے جس کے ذریعے روایت کے مصادر و مراجع کی تعیین کی جاتی ہے۔ زیرِ مطالعہ شرح کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے احادیث کی تخریج کے سلسلے میں اختصار اور جامعیت کے امتزاج کو اختیار کیا ہے۔ ان کے ہاں بعض مقامات پر متنِ حدیث کی تخریج ذکر کی گئی ہے، بعض مقامات پر صرف یہ وضاحت کی گئی ہے کہ روایت کتبِ ستہ میں موجود نہیں، جبکہ بعض مواقع پر استشہادی روایات کے مصادر کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے حدیث کے مراجع کی تعیین اور روایات کی نسبت کے بیان کو اپنے منہج کا ایک اہم حصہ بنایا ہے۔ مثال کے طور پر الادب المفرد کی حدیث نمبر (01) کی تخریج کے ضمن میں شارح نے لکھا:

خ: ٩- ك مواقيت الصلاة، ٥- ب فضل الصلاة لوقتها. م: ١- ك الإيمان، حديث: ١٣٧،١٣٨،١٣٩،١٤٠[56]

---

55 NAEEM, M., & ZUBAIR, M. (2013). Islamic Research Methodologies. VFAST Transactions on Islamic Research, 1(1), 26–39. Retrieved from https://vfast.org/journals/index.php/VTIR/article/view/178

56 حسین بن عودہ العوایشہ ، شرح صحیح الادب المفرد، ج1،ص:9

اس سے معلوم ہوتا[57] ہے کہ شارح نے حدیث کی تخریج کے ذریعے اس کے مصادر و مراجع کی نشاندہی کا اہتمام کیا ہے۔اگرچہ ان کا اندازِ بیان مختصر ہے، تاہم اس کے باوجود حدیث کی نسبت اور اس کے مراجع کی تعیین کو نظر انداز نہیں کیا گیا، جو ان کے حدیثی اور تحقیقی ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔

روایت کے حکم کی تعیین

درجۂ روایت کی تعیین سے مراد حدیث کی صحت وضعف کے اعتبار سے اس کی علمی حیثیت کو واضح کرنا ہے۔اگرچہ زیرِ مطالعہ شرح میں یہ پہلو مستقل موضوع کے طور پر زیرِ بحث نہیں آیا، تاہم بعض مقامات پر شارح نے روایت کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے درجے کی تعیین کا اہتمام کیا ہے۔ ان کے منہج میں نقدِ حدیث اور تحقیقِ روایت کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے۔مثال کے طور پر الادب المفرد کی حدیث نمبر (884) کے حکم کے بارے شارح نے فائدہ کے عنوان کے تحت یہ وضاحت کی کہ:

صحیح موقوفا ، وصحّ من حدیث ابی هریرة مرفوعا [58]

یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے صحیح سند کے ساتھ موقوف ثابت ہے، لیکن اپنے مفہوم کے اعتبار سے مرفوع کے حکم میں ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے روایت کے ظاہری اور اصطلاحی حکم میں فرق کو واضح کرتے ہوئے اس کی علمی حیثیت کے تعین کا بھی اہتمام کیا ہے۔

vii. منہجِ میکانکی:

اس سے مراد ایسے تحقیقی امور ہیں جو اگرچہ بذاتِ خود مقصود نہیں ہوتے، تاہم تحقیق کے عمل میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔اس کے تحت فہارس، اشاریہ سازی اور دیگر فنی و تدوینی پہلو شامل کیے جاتے ہیں[59]۔زیرِ مطالعہ شرحِ میں بھی اس منہج کے بعض نمایاں مظاہر دکھائی دیتے ہیں جن میں بالخصوص حوالہ جات کے اندراج کا طریقۂ کار، اور کتاب کے آخر میں فہارس کا اہتمام قابلِ توجّہ ہیں۔

حوالہ نویسی

زیرِ مطالعہ شرح میں شارح نے مختلف مصادر ومراجع سے استفادہ کرتے ہوئے ان کی طرف نسبت وحوالہ دینے کا اہتمام

57 اس میں خ سے بخاری، ک سے کتاب، ب سے مراد باب، اسی طرح میم سے مسلم، ک سے کتاب مراد ہے۔

58 حسین بن عوده العوایشه ، شرح صحیح الادب المفرد، ج3،ص:15

59 باقر خان خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد، اسلامی اصولِ تحقیق، لاہور، آر-آر پرنٹرز-لاہور، طبع دوم: مئی 2015ء، ص:199

کیا ہے۔ چنانچہ شرح کے دوران جہاں بھی کسی کتاب سے کوئی عبارت یا علمی نکتہ نقل کیا گیا ہے، وہاں اسی مقام پر متعلقہ ماخذ کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ تاہم حوالہ نویسی کے سلسلے میں شارح کا رجحان اختصار کی طرف زیادہ نمایاں ہے، جس کی وجہ سے اکثر مقامات پر صرف کتاب کے نام کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ مراجع کی تفصیلی معلومات، جیسے جلد، صفحہ اور دیگر ضروری کوائف کا باقاعدہ اندراج نہیں کیا گیا، جس کے باعث بعض اوقات اصل ماخذ کی تعیین اور متعلقہ عبارت تک رسائی میں دشواری پیش آسکتی ہے۔ اس کے باوجود یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ شارح نے ماخذ کے ذکر کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ ہر اقتباس کے ساتھ اس کی نسبت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔

فہارس کا اہتمام

زیرِ مطالعہ شرح میں فہارس کے اہتمام کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے، جو منہج میکانکی کے نمایاں مظاہر میں سے ایک ہے۔ شارح نے کتاب کے مواد کو منظم انداز میں پیش کرنے کے لیے مختلف نوعیت کی فہارس مرتب کی ہیں، جن میں فہرسِ ابواب و موضیع، فہرسِ احادیثِ مرفوعہ اور فہرسِ آثار شامل ہیں۔ فہرستِ ابواب و موضوعات کو ہر جلد کے آخر میں شامل کیا گیا ہے، جس میں متعلقہ جلد کے تمام ابواب اور موضوعات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

مزید برآں، تیسری جلد کے آخر میں فہرستِ ابواب و موضوعات کے ساتھ احادیثِ مرفوعہ اور آثار کی الگ الگ فہرستیں بھی مرتب کی گئی ہیں۔ ان فہارس کی بدولت مطلوبہ حدیث، اثر یا کسی مخصوص موضوع تک رسائی نسبتاً آسان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی حدیث کا موضوع معلوم ہو تو وہ موضوعات کی فہرست سے استفادہ کر سکتا ہے، اور اگر کسی صحابی کے قول یا اثر کی تلاش مقصود ہو تو آثار کی فہرست اس سلسلے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

4۔ تحلیل و تجزیہ

زیرِ مطالعہ شرح کا تجزیاتی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ شارح نے حدیث کی تشریح میں متعدد علمی اور تحقیقی جہات کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس شرح میں جہاں کئی نمایاں علمی اوصاف اور امتیازات پائے جاتے ہیں، وہیں بعض ایسے پہلو بھی سامنے آتے ہیں جو مزید وضاحت، تکمیل اور تحقیقی استناد کے متقاضی ہیں۔ ذیل میں ان دونوں جہات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

(الف) اوصاف و محاسن

حسنِ ترتیب و تنظیمِ مواد: شارح نے شرحِ حدیث میں ایک منظم اور مربوط اسلوب اختیار کیا ہے، جس میں روایت، تخریج اور متن حدیث کے جملہ اجزاء کی تشریح کو مرحلہ وار ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔

متنوع علمی مصادر سے استفادہ: انہوں نے قرآن، حدیث، آثارِ صحابہ اور اقوالِ علماء وغیرہ سے بھرپور استفادہ کر کے شرح کو علمی اعتبار سے مضبوط بنایا ہے۔

جامعیتِ شرح واستنباطِ نتائج: شارح صرف الفاظ کی توضیح پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ فقہی، اخلاقی اور تربیتی نتائج بھی اخذ کرتے ہیں، جو شرح کو ہمہ جہت بناتا ہے۔

علمی تاثر وترجیح: شارح نے اکثر مقامات پر امام البانیؒ کی آراء کو ترجیحاً تشریح کی بنیاد بنایا ہے جبکہ فضل اللہ الصّمد کی تشریحات سے بھی تقویتی طور پر استفادہ کیا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کا بیان: اگرچہ کتاب کا بنیادی موضوع آداب سے متعلق ہے، تاہم شارح نے مناسب مواقع پر سیرتِ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا ہے، جس سے شرح کے موضوعاتی دائرے میں وسعت پیدا ہوئی ہے۔

اعتقادی مسائل کی توضیح: شارح نے بعض مقامات پر اعتقادی مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے اہلِ سنت کے موقف کو بھی بیان کیا ہے، جس سے شرح میں اعتقادی جہت بھی نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے۔

اسماء الرجال سے جزوی استفادہ: اگرچہ شارح نے روایات کی اسناد کو تفصیل کے ساتھ ذکر نہیں کیا، تاہم بعض مقامات پر رواۃ، بالخصوص صحابۂ کرامؓ کے تعارف اور ان کے متعلق ضروری معلومات فراہم کی ہیں، جس سے اسماء الرجال کے فن سے جزوی استفادے کا اندازہ ہوتا ہے۔

(ب) قابلِ تکمیل پہلو

کاملِ حوالہ جات کا عدمِ اہتمام: حوالہ جات کا مکمل اور منضبط اہتمام نہیں کیا گیا، جس سے بعض مقامات پر مصادر کی تعیین مشکل ہو جاتی ہے۔

عدمِ ذکرِ اسناد: شارح نے کتاب میں روایات کو عموماً بلا سند ذکر کیا ہے اور صرف متنِ حدیث پر اکتفا کرتے ہوئے اس کی شرح پیش کی ہے، جس سے سندی تحقیق اور علمِ رجال کا پہلو نمایاں طور پر محدود ہو گیا ہے۔

عدمِ تعیینِ اشعار: اشعار اور اقوال کی نسبت اکثر واضح طور پر بیان نہیں کی گئی، جس سے علمی استناد متاثر ہوتا ہے۔

لغوی ونحوی تحقیق میں اختصار: لغوی و نحوی مباحث میں بعض مقامات پر اس قدر اختصار کیا گیا ہے کہ مکمل قاعدہ یا اصول واضح نہیں ہو پاتا۔

فہارس کے دائرۂ کار میں محدودیت: اگرچہ شارح نے فہرستِ ابواب و موضوعات، احادیثِ مرفوعہ اور آثار کی فہارس کا اہتمام کیا ہے، تاہم جو کتاب کے استفادے میں معاون استشہادی احادیث، قرآنی آیات اقوالِ علماء اور دیگر متعلّقہ جہات کی الگ فہارس

مرتب نہیں کی گئیں۔ اگر ان علمی مواد کی بھی اشاریہ سازی کر دی جاتی تو تحقیقی نقطۂ نظر سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو سکتا تھا۔

نتیجۃ البحث:

مذکورہ بالا سطور سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ شرح صحیح الأدب المفرد محض احادیث کی تشریح پر مشتمل شرح نہیں، بلکہ معاصر قاری کے لیے حدیثی مواد کو قابلِ فہم، قابلِ استدلال اور قابلِ عمل بنانے کی ایک باقاعدہ علمی کوشش ہے۔ شیخ حسین بن عودہ العوایشہ نے اس کی تشکیل میں اپنے سابقہ علمی ذخیرے اور بالخصوص امام البانیؒ کی حدیثی تحقیقات سے استفادہ کرتے ہوئے قدیم شرحی روایت اور معاصر تحقیقی ضرورت کے درمیان ایک ربط قائم کیا ہے۔ کتاب کی نمایاں قدر یہ ہے کہ اس میں علمی تحقیق کو عملی اصلاح سے الگ نہیں کیا گیا، بلکہ حدیث کے فہم کو اس کے اخلاقی، تربیتی اور معاشرتی اثرات سے جوڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے شرح کا مزاج محض معلومات کی فراہمی کے بجائے قاری کی فکری و عملی رہنمائی کی طرف متوجہ دکھائی دیتا ہے۔ تاہم بعض تحقیقی و تدوینی پہلوؤں میں مزید تفصیل اور تکمیل کی گنجائش اس کی افادیت کو مزید بڑھا سکتی تھی۔ مجموعی طور پر شرح صحیح الأدب المفرد حدیثی شرح نگاری میں ایک ایسی معاصر کاوش ہے جس میں علمی اختصار، تحقیق اور اصلاحی مقصد کو یکجا کرنے کی کوشش نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم
- بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الأدب المفرد ، قاہرہ ، دار الاتباع للنشر والتوزیع ،1439ھ
- بخاری ، محمد بن اسمٰعیل ، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللهﷺوسننہ وایامہ،کراتشی ، قدیمی کتب خانہ ، س ن
- باقر خان خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد، اسلامی اصولِ تحقیق، لاہور، آر-آر پرنٹرز-لاہور، طبع دوم: مئی 2015ء
- پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک، تحقیق و تدوین کا طریقۂ کار، لاہور، آزاد بک ڈپو، طبع اوّل: 2012ء
- حسین بن عوده العوایشہ ، شرح صحیح الأدب المفرد للبخاری ، کویت ،دار ایلاف الدّولیّۃللنّشر والتّوزیع الطبعۃالاولٰی،١٤٣٩ھ
- محمد عامر یونس، منہج اور منہج سلف کا تعارف، https://share.google/cLNBV2ZEqW5Coh6xD
- نسائی ، احمد بن شعیب ، سنن نسائی ، بیروت ،دار التّاصیل مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات ،س ن
- https://islam4universe.wordpress.com
- https://mosannefat.net/authors/5042
- https://islamhouse.com
- https://www.goodreads.com/author/list/5135994
- NAEEM, M., & ZUBAIR, M. (2013). Islamic Research Methodologies. VFAST Transactions on Islamic Research, 1(1), 26–39. Retrieved from https://vfast.org/journals/index.php/VTIR/article/view/178-